Allama Iqbal Open University AIOU solved assignment autumn 2024

Code 242 Seerat-e-Tayyaba

Q.1

درج ذیل پر نوٹ تحریر کریں

1.مدینہ

2.اصحاب صفہ

3.قبلہ

4.بنی ہاشم

Ans:

1. مدینہ:

مدینہ، جو مدینہ منورہ کے نام سے بھی مشہور ہے، سعودی عرب کا دوسرا سب سے بڑا شہر ہے اور اسلام کے دوسرے مقدس ترین شہر کے طور پر معروف ہے۔ یہ شہر پہلی دفعہ اس وقت دنیا بھر میں مشہور ہوا جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے یہاں تشریف لائے۔ اس وقت یہ یثرب کے نام سے جانا جاتا تھا، لیکن بعد میں اسے مدینہ النبی (نبی کا شہر) کا نام دیا گیا۔

مدینہ اسلام کی پہلی ریاست کا مرکز تھا اور یہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی معاشرت اور حکومتی اصولوں کی بنیاد رکھی۔ مدینہ میں واقع مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے لیے عبادت کا مرکز ہے اور یہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر بھی موجود ہے، جو مسلمانوں کے لیے ایک اہم زیارت گاہ ہے۔

studyvillas.com

مدینہ کا شہر مسلمانوں کے لیے نہ صرف مذہبی اہمیت رکھتا ہے بلکہ یہ مسلمانوں کی تاریخ کا ایک اہم حصہ بھی ہے، جہاں پہلی بار مسلمانوں نے اجتماعی زندگی کی بنیاد رکھی اور اسلامی معاشرت کے اصولوں پر عمل کیا۔

2. اصحاب صفہ:

اصحاب صفہ وہ صحابہ کرام تھے جو مدینہ منورہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے اور انہیں "صفہ" کے مقام پر رہنے کا شرف حاصل تھا۔ صفہ ایک چھوٹا سا ستون دار مقام تھا جو مسجد نبوی کے قریب واقع تھا۔ یہاں پر وہ صحابہ کرام رہتے جو غریب اور بے سہارا تھے، اور ان کا تعلق عموماً مکہ مکرمہ سے تھا۔

اصحاب صفہ کی اہمیت اس وجہ سے ہے کہ یہ صحابہ نہ صرف روحانی طور پر متعہد تھے بلکہ انہوں نے اپنے علم اور اخلاق اصولوں کے ذریعے اسلامی معاشرت کو مضبوط کیا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی میں ان صحابہ نے علم دین حاصل کیا اور قرآن و سنت کی تعلیمات پر عمل کیا۔ صفہ کا مقام ایک علامت ہے کہ دین اسلام میں ہر شخص کو اپنے ایمان کے مطابق عزت دی جاتی ہے، چاہے وہ مالدار ہو یا غریب۔

3. قبلہ:

قبلہ کا مطلب ہے وہ سمت یا مقام جس کی طرف نماز میں رخ کیا جاتا ہے۔ ابتدا میں مسلمانوں کو بیت المقدس)یروشلم(کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کی ہدایت دی گئی تھی، لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کے دوسال بعد مدینہ میں قبلہ تبدیل کرنے کا حکم دیا اور مسلمانوں کو خانہ کعبہ)مکہ مکرمہ(کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کی ہدایت دی۔

یہ تبدیلی مسلمانوں کے لیے ایک اہم روحانی اور عملی امتحان تھی، کیونکہ اس کا مقصد ان کے ایمان کو آزمائش میں ڈالنا تھا۔ اس تبدیلی سے یہ ظاہر ہوا کہ اللہ کی مرضی اور ہدایت پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ خانہ کعبہ کا قبلہ ہونا مسلمانوں کے لیے ایک علامتی نشان ہے جو ان کے اتحاد اور ایمان کا مظہر ہے۔

4. بنی ہاشم:

بنی ہاشم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کی ایک اہم نسل تھی۔ یہ خاندان حضرت عبدالمطلب کی نسل سے تھا، جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا تھے۔ بنی ہاشم کے افراد کو اسلام میں بڑی عزت و احترام حاصل ہے کیونکہ یہ وہ خاندان ہے جس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق تھا۔

studyillas.com

حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عباس، حضرت فاطمہ اور حضرت حسن و حسین سمیت کئی اہم صحابہ اسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ بنی ہاشم کا مقام اس لیے بلند ہے کہ انہوں نے اسلام کی ابتدائی ترقی میں اہم کردار ادا کیا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے وقت بھی بنی ہاشم کا کردار نہایت اہم تھا، کیونکہ اس خاندان کے افراد نے ہمیشہ اسلام کی حمایت کی اور اس کے پیغام کو عام کرنے میں مدد دی۔

بنی ہاشم کے افراد کو نہ صرف ان کے اعلیٰ نسب کی وجہ سے عزت دی جاتی ہے بلکہ ان کی قربانیاں اور اسلام کے لیے ان کی جدوجہد بھی یاد رکھی جاتی ہے۔

Q.2

حضرت فاطمہ کے نکاح کی تفصیل تحریر کریں۔

Ans:

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح اسلام کی تاریخ میں ایک اہم مقام رکھتا ہے۔ حضرت فاطمہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں اور آپ کی شادی اس زمانے کے ایک عظیم اور معتبر صحابی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ اس نکاح کی تفصیل اسلامی تاریخ میں ایک اہم اور روحانی واقعہ کے طور پر بیان کی جاتی ہے۔

حضرت فاطمہ کا نکاح:

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوئی، جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور ایک عظیم صحابی تھے۔ حضرت علی اور حضرت فاطمہ کا نکاح ایک خاص مقام رکھتا ہے کیونکہ دونوں کی شخصیتیں اسلامی تاریخ میں انتہائی معزز ہیں۔

studyvillas.com

1. **نکاح کا آغاز:** حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت طلب کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس شادی کے لیے کافی سامان نہیں تھا اور وہ غریب تھے۔ حضرت علی نے حضرت فاطمہ کے نکاح کے لیے اپنی طرف سے کوئی زیور یا سامان فراہم کرنے کی کوشش کی، لیکن مالی حالت کے لحاظ سے ان کے پاس کچھ نہیں تھا۔

2. **حضرت علی کا پیشکش:** حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے لیے جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درخواست پیش کی، تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خوش آمدید کہا۔ حضرت علی نے اپنی طرف سے اس نکاح کے لیے ایک زرہ)جو کہ ان کا ذاتی سامان تھا (بطور مہر پیش کیا۔ حضرت علی کی یہ پیشکش ان کی محبت اور سادگی کو ظاہر کرتی ہے۔

3. **مہر:** حضرت فاطمہ اور حضرت علی کا نکاح اس وقت کے مطابق ایک انتہائی سادہ اور پاکیزہ نکاح تھا۔ حضرت علی نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے 400 درہم مہر کے طور پر پیش کیے، جو کہ ایک معمولی سی رقم تھی۔ یہ مہر اس بات کا غماز ہے کہ حضرت علی اور حضرت فاطمہ کا نکاح دنیاوی جاہ و حشمت سے دور، ایک روحانی اور سادہ رشتہ تھا۔

4. **نکاح کی تقریب:** حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح مدینہ منورہ میں ہوا۔ نکاح کی تقریب نہایت سادہ اور بابرکت تھی، اور اس میں صحابہ کرام کی موجودگی میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکاح کی مہر بانی کی۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکاح کو اس بات کی علامت قرار دیا کہ شادی صرف دنیاوی معاملات پر نہیں بلکہ اللہ کی رضا اور دین پر ہوتی ہے۔

5. **نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کردار:** حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکاح کو اپنی بیٹی کے لیے ایک بہترین رشتہ قرار دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو سراہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ اور حضرت علی کی شادی کے بعد دونوں کے درمیان محبت، سکون، اور سمجھوتے کی اہمیت کو واضح کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ سے کہا: "اللہ کے راستے میں تم دونوں کی زندگی میں سکون اور خوشی ہو گی۔"

6. **نکاح کے بعد زندگی:** حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ازدواجی رشتہ نہایت خوشگوار اور پرامن تھا۔ دونوں نے اپنے نکاح میں ایک دوسرے کے حقوق کی مکمل ادائیگی کی اور ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور احترام کی بنیاد پر زندگی گزاری۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کردار نہایت اہم تھا، اور دونوں نے ایک دوسرے کی حمایت اور معاونت کی۔

studwillas.com

حضرت فاطمہ اور حضرت علی کے چار بچے ہوئے، جن میں حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم شامل ہیں۔ حضرت حسن اور حضرت حسین کا کردار تاریخ اسلام میں بہت اہم ہے، اور دونوں کا شمار اہل بیت کے عظیم شخصیات میں کیا جاتا ہے۔

نتیجہ:

حضرت فاطمہ کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک سادہ اور پاکیزہ رشتہ تھا جس نے اسلامی معاشرت کی بنیادوں کو مضبوط کیا۔ اس نکاح کی تفصیل ہمیں سکھاتی ہے کہ شادی کا مقصد صرف دنیاوی جاہ و جلال نہیں بلکہ اللہ کی رضا اور ایک دوسرے کے ساتھ محبت، تعاون اور سکون کی بنیاد پر زندگی گزارنا ہے۔ حضرت فاطمہ اور حضرت علی کا نکاح ایک مثالی نمونہ ہے جسے مسلمانوں کو اپنی زندگی میں اپنانا چاہیے۔

Q.3

مدینہ منورہ میں یہودیوں کے کون کون سے قبیلے رہتے تھے اور انہوں نے مدینہ میں مسلمانوں کے خلاف کیا سازشیں کی؟ تفصیل لکھیں۔

Ans:

مدینہ منورہ میں یہودیوں کے قبیلے اور ان کی سازشیں

مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد مسلمانوں کو کئی مسائل کا سامنا تھا، جن میں ایک اہم مسئلہ یہودی قبیلوں کی موجودگی اور ان کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف سازشیں تھیں۔ مدینہ میں تین بڑے یہودی قبیلے آباد تھے: **قبیلہ بنی قینقاع، قبیلہ بنی نضیر، اور قبیلہ بنی قریظہ**۔ یہودیوں کے ان قبیلوں کا مسلمانوں کے ساتھ ابتدائی تعلق امن و سکون پر مبنی تھا، لیکن جلد ہی ان قبیلوں کی طرف سے مختلف سازشیں سامنے آئیں جنہوں نے مسلمانوں کے خلاف دشمنی کا رویہ اختیار کیا۔

1. قبیلہ بنی قینقاع:

studyvillas.com

قبیلہ بنی قینقاع مدینہ کے شمالی حصے میں آباد تھا اور یہ سب سے پہلے وہ قبیلہ تھا جس نے مسلمانوں کے ساتھ کھلی دشمنی کا آغاز کیا۔

- **سازشیں اور مخالفت:** قبیلہ بنی قینقاع نے شروع میں مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ کیا تھا لیکن بعد میں اس معاہدے کی خلاف ورزی کی اور مختلف سازشیں کرنا شروع کر دیں۔ ایک مشہور واقعہ اس وقت پیش آیا جب ایک مسلمان خاتون کے ساتھ بنی قینقاع کے یہودیوں نے بدسلوکی کی۔ جب مسلمان نے اس پر احتجاج کیا، تو بنی قینقاع کے لوگ اس کے ساتھ بدسلوکی کرنے میں ملوث ہو گئے، جس پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر سخت کارروائی کی۔
  - اس کے نتیجے میں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے معاہدہ توڑ لیا اور انہیں مدینہ سے نکال دیا۔

2. قبیلہ بنی نضیر:

قبیلہ بنی نضیر مدینہ کے جنوب مغربی حصے میں آباد تھا اور یہ ایک بڑا اور طاقتور یہودی قبیلہ تھا۔ ابتدا میں یہ قبیلہ بھی مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ کرنے والا تھا، لیکن جلد ہی ان کی حقیقت سامنے آ گئی۔

- **سازشیں اور مخالفت:** بنی نضیر نے بھی مسلمانوں کے خلاف سازشوں کا آغاز کیا۔ ایک اہم واقعہ اس وقت پیش آیا جب بنی نضیر کے کچھ رہنماؤں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی سازش تیار کی۔ اس سازش کا انکشاف ہونے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے معاہدہ توڑ لیا اور انہیں مدینہ سے نکال دیا۔ بنی نضیر کو مدینہ سے نکالنے کے بعد انہیں خیبر کی طرف بھیج دیا گیا۔
  - بنی نضیر کے افراد نے مدینہ میں اپنی شکست کے بعد مسلمانوں کے خلاف مختلف جنگوں میں قریبی مدد فراہم کی۔

3. قبیلہ بنی قریظہ:

قبیلہ بنی قریظہ مدینہ کے جنوب مشرق میں آباد تھا اور یہ بھی ایک طاقتور یہودی قبیلہ تھا۔ ابتدائی طور پر ان کا معاہدہ مسلمانوں کے ساتھ تھا، مگر جنگِ خندق کے دوران ان کی جانب سے مسلمانوں کے ساتھ کیے گئے معاہدے کی خلاف ورزی کی گئی۔

- **سازشیں اور مخالفت:** جنگِ خندق کے دوران، جب قریش مکہ اور دوسرے قبائل نے مدینہ پر حملہ کیا، بنی قریظہ نے مسلمانوں کے خلاف قریش اور

studyillas.com

دوسرے دشمنوں کے ساتھ اتحاد کر لیا۔ انھوں نے جنگ کے دوران مسلمانوں کے ساتھ اپنے معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دشمنوں کی مدد کی۔

- جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی قریظہ کے اس دھوکے کا علم ہوا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر حملہ کیا اور ان کا قلعہ محاصرے میں لے لیا۔ آخرکار بنی قریظہ کو شکست ہوئی اور ان کے جنگی رہنماؤں کو سزا دی گئی، جبکہ باقی افراد کو مدینہ سے نکال دیا گیا۔

یہودیوں کے خلاف اسلامی ردعمل:

مدینہ میں یہودیوں کے تین بڑے قبیلوں کے مسلمانوں کے خلاف مختلف سازشوں اور معاہدے کی خلاف ورزیوں کے باوجود، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ان سازشوں کا ردعمل حکمت اور عدلیہ کے ساتھ کیا۔ آپ نے ان قبیلوں کے ساتھ امن کے معاہدے کیے اور انہیں اپنی طرف سے چیلنج کرنے کا موقع نہیں دیا، مگر جب وہ خود معاہدے کی خلاف ورزی کرتے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خلاف مناسب اقدامات کیے۔

نتیجہ:

مدینہ منورہ میں یہودیوں کے تین قبیلے، بنی قینقاع، بنی نضیر، اور بنی قریظہ، ابتدائی طور پر مسلمانوں کے ساتھ معاہدے میں رہتے ہوئے بھی مختلف اوقات میں اپنی دشمنی اور سازشوں کا مظاہرہ کرتے رہے۔ ان کی ان سازشوں کے نتیجے میں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے معاہدے توڑے اور ان کے خلاف کارروائی کی۔ ان واقعات نے مسلمانوں کے لیے ایک سبق چھوڑا کہ دشمنوں کی چالبازیوں کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا اور ایمان کی حفاظت کے لیے سخت فیصلے ضروری ہیں۔

studywillas.com

Q.4

غزوہ خندق کی تفصیلات تحریر کریں۔

Ans:

غزوہ خندق کی تفصیلات:

غزوہ خندق، جو "غزوہ احزاب" کے نام سے بھی مشہور ہے، اسلامی تاریخ کا ایک اہم اور فیصلہ کن واقعہ ہے جو 5 ہجری (627 عیسوی) میں مدینہ منورہ کے قریب ہوا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کو مختلف دشمنوں کے اتحاد کا سامنا تھا اور اس کے نتیجے میں مسلمانوں کی حکمت عملی اور اللہ کی مدد سے ایک عظیم فتح حاصل ہوئی۔

غزوہ خندق کا پس منظر:

غزوہ خندق کا پس منظر اس وقت شروع ہوتا ہے جب قریش مکہ نے مدینہ کے مسلمانوں کے خلاف ایک بڑی فوج تیار کی۔ قریش کو اپنی شکست اور مدینہ میں اسلامی ریاست کی طاقت کا خوف تھا، اس لیے انہوں نے عرب کے مختلف قبائل کو اپنے ساتھ ملا کر مسلمانوں کے خلاف جنگ کی تیاری کی۔ اس اتحاد میں قریش کے علاوہ بنی قریظہ (یہودی قبیلہ)، غطفان اور دوسرے قبائل شامل تھے۔

1. قریش کا مدینہ پر حملہ: قریش نے اپنی فوج تیار کی اور 10,000 افراد پر مشتمل ایک لشکر کے ساتھ مدینہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ اس لشکر کا مقصد مدینہ کو مکمل طور پر تباہ کرنا اور مسلمانوں کو اسلامی ریاست قائم کرنے سے روکنا تھا۔

2. مسلمانوں کا جواب اور خندق کی کھودائی: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے لشکر کی آمد کی خبر ملی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ اس کا جواب کیسے دیا جائے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ایک تجویز دی کہ مدینہ کے ارد گرد ایک خندق (کھائی) کھودی جائے، جس سے دشمن کا حملہ روکنے میں مدد ملے گی۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تجویز کو قبول کیا اور فوراً خندق کی کھدائی کا حکم دیا۔ مدینہ کے شمالی حصے میں ایک خندق کھودنے کا آغاز کیا گیا جو شہر کے ارد گرد ایک حفاظتی دیوار کی مانند تھی۔ یہ فیصلہ مسلمانوں کے لیے نہایت

studyillas.com

مشکل تھا، کیونکہ خندق کھودنا ایک سخت محنت طلب کام تھا، اور ان کے پاس کھانے ،پینے کے وسائل بھی محدود تھے۔ اس وقت بہت سے صحابہ نے اس کام میں حصہ لیا اور ایک بڑی تعداد نے اس کو مکمل کرنے میں مدد کی۔

غزوہ خندق کی اہم تفصیلات:

1. **خندق کی تیاری:** خندق کی کھدائی مدینہ کے شمالی حصے میں کی گئی جہاں دشمن کے حملے کا امکان تھا۔ خندق کی لمبائی تقریباً پانچ کلومیٹر تھی اور اس کی چوڑائی اور گہرائی اتنی تھی کہ دشمن کا لشکر اس میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ اس میں سخت محنت کی ضرورت تھی اور مسلمانوں نے اس کام کو متحد ہو کر انجام دیا۔

2. **دشمن کا لشکر:** دشمن کی فوج 10,000 افراد پر مشتمل تھی، جس میں قریش، بنی غطفان، بنی قریظہ اور دیگر قبائل شامل تھے۔ یہ اتحاد ایک بہت بڑی طاقت بن چکا تھا، اور ان کا مقصد مدینہ کی اسلامی ریاست کا خاتمہ کرنا تھا۔ دشمن فوج مدینہ کے قریب پہنچ کر خندق کو دیکھ کر حیران رہ گئی اور اس سے آگے بڑھنے میں ناکام ہو گئی۔

3. **جنگ کے دوران کی مشکلات:** غزوہ خندق کے دوران مسلمانوں کو شدید مشکلات کا سامنا تھا۔ دشمن فوج خندق کو عبور کرنے کی کوشش کرتی رہی، مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکی۔ تاہم، مسلمانوں کو مختلف قسم کے مشکلات پیش آئیں، جیسے کہ خوراک کی کمی اور سرد موسم کی مشکلات۔ اس دوران مسلمانوں نے بھرپور صبر کا مظاہرہ کیا اور اللہ پر بھروسہ رکھا۔

4. **بنی قریظہ کی غداری:** غزوہ خندق کی ایک اہم بات یہ تھی کہ بنی قریظہ)مدینہ کا یہودی قبیلہ (نے مسلمانوں کے ساتھ اپنے معاہدے کی خلاف ورزی کی اور دشمنوں سے اتحاد کر لیا۔ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف سازش کی اور قریش کے لشکر کے ساتھ مل کر مدینہ پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ اس غداری کا انکشاف ہونے پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فوری طور پر ان کے قلعے کو محاصرے میں لیا۔

5. **طوفان اور دشمن کی پسپائی:** غزوہ خندق کے دوران، اللہ کی مدد سے ایک عظیم طوفان آیا، جس نے دشمن کے لشکر کو پریشان کر دیا۔ طوفان نے ان کے خیمے اکھاڑ دیے اور ان کی فوج میں بددلی پھیل گئی۔ اس قدرتی آفت نے قریش کی فوج کی قوت کو کم کر دیا اور ان میں مزید شکست کے خوف کی لہر دوڑ گئی۔ اس دوران دشمن کی فوج کی صفوں میں انتشار پھیل گیا اور وہ پسپائی اختیار کرنے لگے۔

غزوہ خندق کے نتائج:

studywillas.com

1. قریش کی پسپائی: خندق کی حکمت عملی کی کامیابی اور طوفان کے نتیجے میں قریش کے لشکر میں مایوسی پھیل گئی۔ انھوں نے اپنی ناکامی کو دیکھتے ہوئے مدینہ سے واپس جانے کا فیصلہ کیا۔ دشمن کا اتحاد ٹوٹ گیا اور مسلمانوں کی طرف سے یہ فتح ایک بہت بڑی کامیابی تھی۔

2. مسلمانوں کی فتح اور اتحاد: غزوہ خندق میں مسلمانوں کی کامیابی نے اسلام کو ایک نئی قوت دی۔ اس جنگ میں مسلمانوں نے نہ صرف اپنے دفاع میں کامیابی حاصل کی بلکہ یہ بھی ثابت کیا کہ اللہ کی مدد سے دشمنوں کا سامنا کیا جا سکتا ہے۔ اس جنگ کے نتیجے میں مدینہ کی ریاست کا استحکام ہوا اور قریش کی طاقت میں کمی آئی۔ اس کے بعد قریش اور دوسرے قبائل مسلمانوں کے خلاف کوئی بڑی جنگ نہیں جیت سکے۔

3. بنی قریظہ کی سزا: غزوہ خندق کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کو ان کی غداری کی وجہ سے سزا دی۔ ان کا قلعہ محاصرے میں لیا گیا اور بالآخر ان کے رہنماؤں کو گرفتار کر کے سزا دی گئی۔ باقی افراد کو مدینہ سے نکال دیا گیا۔

نتیجہ:

غزوہ خندق مسلمانوں کے لیے ایک اہم فتح ثابت ہوا، کیونکہ اس جنگ میں اللہ کی مدد اور حکمت عملی کی بدولت دشمنوں کا بڑا اتحاد شکست کھا گیا۔ یہ جنگ مسلمانوں کے اتحاد اور ایمان کی علامت بنی اور اس کے بعد مسلمانوں کی ریاست مزید مستحکم ہوئی۔ غزوہ خندق میں صحابہ کرام کا حوصلہ اور قربانی آج بھی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جاتا ہے۔

studyillas.com

Q,5

مندرجہ ذیل پر نوٹ لکھیں

1.مسجد قبا

2.انصار

Ans:

1. مسجد قبا:

مسجد قبا اسلام کی تاریخ میں بہت اہمیت رکھتی ہے اور اسے اسلامی تاریخ کی پہلی مسجد ہونے کا شرف حاصل ہے۔ یہ مسجد مدینہ منورہ سے چند میل دور، قبا نامی علاقے میں واقع ہے۔ مسجد قبا کی تعمیر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام نے ہجرت کے دوران کی تھی۔ جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ مدینہ پہنچے، تو سب سے پہلے مسجد قبا کی تعمیر کا آغاز کیا گیا۔

مسجد قبا کی اہمیت:

1. **ہجرت کے دوران تعمیر:** جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام مکہ مکرمہ سے مدینہ ہجرت کر رہے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے مسجد قبا کا سنگِ بنیاد رکھا۔ اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا اور اسے ایک عبادت گاہ کے طور پر قائم کیا۔
2. **نماز میں فضیلت:** حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جو شخص مسجد قبا میں نماز پڑھے، وہ اس کے لیے ایک عمرہ کا ثواب پائے گا۔) "ابن ماجہ (اس حدیث سے مسجد قبا کی اہمیت اور وہاں نماز پڑھنے کی فضیلت واضح ہوتی ہے۔
3. **عظمت اور فضیلت:** مسجد قبا کا شمار اسلامی تاریخ کی مقدس ترین مساجد میں ہوتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے

studywillas.com

ساتھ پہلی بار باجماعت نماز پڑھی۔ یہاں کی عبادت میں روحانی سکون اور اللہ کی رضا کی تلاش کی جاتی ہے۔

4. **مسجد قبا کی تعمیر کا مقصد:** اس مسجد کی تعمیر کا مقصد مسلمانوں کو ایک روحانی مرکز فراہم کرنا تھا، جہاں وہ عبادت کے لیے اکٹھے ہوں اور دین اسلام کی تعلیمات پر عمل کریں۔ یہاں کی فضاء مسلمانوں کو اللہ کے قریب لے جانے کے لیے بہت مؤثر ثابت ہوئی۔

آج کا مسجد قبا: آج کل مسجد قبا ایک عظیم عبادت گاہ ہے، جو دنیا بھر کے مسلمانوں کی زیارت کا مقام ہے۔ ہر سال لاکھوں مسلمان یہاں آ کر نماز پڑھتے ہیں اور اللہ کی رضا کی تلاش کرتے ہیں۔ مسجد قبا کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اسے مدینہ کی دیگر مساجد کے ساتھ شامل کر کے مسلمانوں کے لیے عبادت کا ایک بڑا مرکز بنایا گیا ہے۔

---

2. انصار:

انصار وہ مسلمان ہیں جو مدینہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور مکہ مکرمہ کے مسلمانوں کا خیرمقدم کرنے والے تھے۔ انصار کا لفظ "نصر" سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے "مددگار"۔ انصار وہ لوگ تھے جنہوں نے ایمان کے راستے میں اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات کے مطابق گزارا اور اپنے شہر میں آنے والے مہاجرین (جو مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے تھے) کی بھرپور مدد کی۔

انصار کی خصوصیات اور اہمیت:

1. **مددگار و معاون:** انصار نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کو مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے کے بعد مدینہ میں آ کر پناہ دی۔ یہ لوگ اپنے مال، جان اور وقت سے مدینہ کے نئے آبادکاروں یعنی "مہاجرین" کی مدد کرتے تھے اور ان کی ضروریات پوری کرتے تھے۔

2. **مہاجرین کا خیرمقدم:** انصار نے جب مہاجرین کو اپنے درمیان بسایا، تو انہوں نے ان کے ساتھ نہ صرف مالی بلکہ روحانی مدد بھی فراہم کی۔ اس وقت انصار کا کردار اس قدر اہم تھا کہ مہاجرین اور انصار کو ایک دوسرے کے ساتھ بھائیوں جیسا رشتہ قائم کرنے کی ترغیب دی گئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار اور مہاجرین کے درمیان محبت اور بھائی چارے کی مثال پیش کی۔

studywillas.com

3. **جنگوں میں شجاعت:** انصار نے جنگوں اور مختلف غزوات میں حصہ لے کر مسلمانوں کی کامیابیوں میں اہم کردار ادا کیا۔ غزوہ بدر، غزوہ اُحد، اور دیگر جنگوں میں انصار نے اپنی جانوں کی قربانی دی اور اسلام کی فتوحات میں مدد فراہم کی۔ ان کی وفاداری اور شجاعت کی وجہ سے انہیں ہمیشہ یاد کیا جاتا ہے۔

4. **قربانی اور اخوت:** انصار کی زندگی کا ایک اہم پہلو ان کا قربانی دینے کا جذبہ تھا۔ انہوں نے اپنے مال و دولت میں سے حصہ دیا، اپنے گھروں کو کھول دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کی حمایت کی۔ ان کے اس عمل نے اسلامی معاشرت کی ایک نئی بنیاد رکھی، جہاں ایمان، اخوت اور تعاون کا جذبہ غالب تھا۔

5. **نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت:** حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے بے پناہ محبت کی اور ان کے ساتھ اپنے تعلقات کو ہمیشہ اہمیت دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے بارے میں فرمایا" :انصار وہ لوگ ہیں جو میرے اور میرے دین کے لیے قربان ہو گئے۔) "بخاری (اس سے انصار کی اہمیت اور ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مقام کا پتا چلتا ہے۔

6. **دین اسلام کی پھیلاؤ میں کردار:** انصار نے دین اسلام کو مدینہ میں پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا۔ انہوں نے اپنے خاندانوں اور قبیلوں کے افراد کو اسلام کے بارے میں آگاہ کیا اور انہیں دعوت دی کہ وہ اسلام قبول کریں۔ ان کے ذریعے اسلام کی تعلیمات مدینہ کے دور دراز علاقوں تک پہنچیں اور اسلام کا پیغام کامیابی کے ساتھ پھیلتا گیا۔

نتیجہ: انصار وہ لوگ تھے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اپنے مال و دولت، وقت اور زندگیوں کی قربانیاں دیں۔ ان کے کردار کو تاریخ اسلام میں ہمیشہ سنہری حروف سے یاد کیا جائے گا اور ان کی قربانیوں کی بدولت اسلام ایک مضبوط اور کامیاب ریاست کے طور پر اُبھرا۔ انصار کے عمل نے نہ صرف مسلمانوں کے اتحاد کو مضبوط کیا بلکہ اسلام کے پیغام کو دنیا بھر میں پھیلانے کی بنیاد بھی رکھی۔

studywillas.com